

حافظ عمر صدیق صاحب کی بہتان تراشی کا جواب

از

ابو الفوز (کفایت اللہ السنا بلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب حافظ عمر صدیق صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا دوسرا خط موصول ہوا آپ ہر بار غیر متعلق چیزیں چھیڑ کر بات کو دوسری طرف لے جانا چاہتے ہیں لیکن ہم آپ کو ایسا ہرگز نہیں کرنے دیں گے۔ اس بار تو آپ نے حد کر دی اور مجھ غریب پر ایک حدیث گھڑنے کا جھوٹا الزام لگا دیا۔ آپ نے اتنا بھی نہیں سوچا اگر ہم اپنی وضاحت پیش کر دیں گے تو آپ کا کیا حال ہوگا؟ تو جناب ہم پہلی اور آخری بار موضوع سے غیر متعلق اس بات کی وضاحت کرتے ہیں یاد رہے آئندہ موضوع سے غیر متعلق آپ کی کسی بھی بات یا کسی بھی اتہام کا جواب نہیں دیا جائے گا۔

آں جناب نے میری کتاب ”حادثہ کر بلا اور سبائی سازش“ کے صفحہ ۸۵ سے میرے الفاظ نقل کئے ہیں:

”لیکن ہم عرض کر چکے ہیں ایک صحیح مرفوع روایت میں بچوں کی امارت کے ساتھ ساتھ سن (۸۰) ہجری کا تذکرہ ہوا ہے“

سیاق و سباق سے کاٹ کر میرے یہ الفاظ نقل کر کے آپ کہتے ہیں:

”اس روایت گھڑنے سے آپ تو بہ کریں وگرنہ آئندہ تحریر میں آپ کو سلام مستون نہیں پیش کیا جائے گا“

عرض ہے کہ آپ کے ”سلام مستون“ کی حقیقت تو ہم آگے بیان کریں گے یہاں سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے ان الفاظ میں کوئی حدیث پیش کی ہے؟ یا حدیث کا مفہوم پیش کیا ہے؟ قارئین! غور فرمائیں اقتباس میں دئے گئے میرے انہیں الفاظ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ”ہم عرض کر چکے“ یعنی یہاں ہم نے حدیث کے الفاظ یا متن نہیں پیش کیا ہے بلکہ حدیث کا مفہوم پیش کیا ہے اور اصل حدیث کو ہم نے سند و متن اور حوالوں کے ساتھ اسی کتاب میں صفحہ ۸۱-۸۲ پر پیش کیا ہے جو اس طرح ہے:

”امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے کہا:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَامِلِ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَوُّذُوا بِاللَّهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ وَمِنْ إِصْرَةِ الصَّبِيَّانِ

ترجمہ: صحابی رسول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن ستر (۷۰) کے اوائل سے پناہ طلب کرو اور بچوں کی امارت سے پناہ طلب کرو [مصنف ابن ابی شیبہ: ۴۹/۱۵ و اسنادہ صحیح ومن طریق و کعب اخبرہ احمد فی مسندہ: ۴۸۶/۱۵ و اخرجہ ایضاً البزار: ۲۴۹/۱۶ وابن عدی فی الکامل: ۲۱۰/۱۶ و ابو أحمد الحاکم فی الأسامی والکنی: ۱۶۹/۵ و ابویعلی کما فی البدایہ والنہایہ: ۶۴۷/۱۱ کلہم من طریق کامل بہ، و اخرجہ ایضاً احمد بن منیع فی مسندہ قال البوصیری فی إتحاف الخیرة المہرہ: ۴۱۸/۸ رواہ أحمد

بن منیع، ورواہ ثقات، و الحدیث صححہ الالبانی فی الصحیحہ رقم ۳۱۹۱]۔

یہ کسی صحابی کا قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث ہے یعنی اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

اس فرمان رسول میں بھی دو باتیں ہیں:

اول: اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے سن ستر (۷۰) کے دور سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔

ستر (۷۰) سے مراد ہجری تاریخ نہیں ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کے دور میں ہجری تاریخ کا رواج ہی نہ تھا، اس لئے اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے ستر سال ہیں اور ہجری سال کے اعتبار سے یہ سن اسی (۸۰) ہجری کا دور ہوگا جیسا کہ ہم نے اس کی پوری تفصیل اپنے مضمون ”سن ستر (۷۰) سے پناہ مانگنے کا حکم اور امارت بزد بن معاویہ رحمہ اللہ“ میں پیش کی ہے۔

دوم: اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے بچوں کی امارت کے دور سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔

یعنی اس حدیث رسول میں بھی اسی طرح دو باتیں ایک ساتھ مذکور ہیں جس طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ہیں، لیکن حدیث رسول میں سن ساٹھ (۶۰) ہجری نہیں، بلکہ سن ستر (۷۰) کا ذکر ہے، جس سے سن اسی (۸۰) ہجری مراد ہے کما مفسر۔ [دیکھئے میری کتاب: حادثہ کر بلا اور سبائی

سازش: ص ۸۱-۸۲]

نیز ہم نے اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر لکھا:

”لیکن دوسری طرف ایک مرفوع حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے ستر سال بعد یعنی سن اسی (۸۰) ہجری سے پناہ مانگنے کا حکم

دے رہے ہیں“ [دیکھئے میری کتاب: حادثہ کر بلا اور سبائی سازش: ص ۸۱-۸۲]

نیز ہم نے اسی کتاب میں اس حدیث کی تشریح کے لئے اپنے دوسرے مقالے ”سن ستر (۷۰) سے پناہ مانگنے کا حکم اور امارت بزد بن معاویہ رحمہ اللہ“ کا حوالہ دیا تھا [دیکھئے

میری کتاب: حادثہ کر بلا اور سبائی سازش: ص ۸۲] اس مقالہ سے اس حدیث کی پیش کردہ تشریح ملاحظہ ہو:

”اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے سن ستر (۷۰) سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں سن ستر (۷۰) سے کیا مراد ہے؟

ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکاة کی شرح میں فرماتے ہیں:

أَيُّ مِنْ فَتْنَةٍ تَنْشَأُ فِي ابْتِدَاءِ السَّبْعِينَ مِنْ تَارِيخِ الْهَجْرَةِ، أَوْ وَقَاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ [مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ: ٢٤١/٦]۔
یعنی ملا علی قاری رحمہ اللہ کے بقول اللہ کے نبی ﷺ نے سبوعین (ستر سال) سے ہجرت کے بعد کے ستر سال کو مراد لیا ہے یا اپنی وفات کے بعد کے ستر سال کو مراد لیا ہے۔

عرض ہے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے جو دوسری بات کہی ہے وہی صحیح ہے یعنی اللہ کے نبی ﷺ کی اس حدیث میں سبوعین سے ہجری سال مراد لیتا قطعاً غلط ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کے دور میں ہجری سال کا کوئی تصور ہی نہیں تھا اس لئے کہ ہجری سال بولنے کا رواج تو خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوا ہے۔

لہذا یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ مذکورہ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے سن ستر (۷۰) سے اپنی وفات کے بعد کے ستر (۷۰) سال مراد لئے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی کر رہے ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد ہی سے ستر (۷۰) سال مراد لے رہے ہیں، یاد رہے کہ مذکورہ حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے تین سال قبل اسلام قبول کیا اور عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں مذکورہ حدیث سنائی ہو ایسی صورت میں اگر مذکورہ حدیث کے صدور کے بعد کا ستر (۷۰) سال مراد لیں تب بھی بات ایک ہی ہوگی یعنی آپ ﷺ نے مذکورہ حدیث اپنے سال وفات ہی میں ارشاد فرمائی۔

اور وفات رسول کی تاریخ، ہجری سال کے اعتبار سے گیارہ (۱۱) ہجری ہے اور وفات رسول ﷺ کے بعد کا ستر (۷۰) سال بشمول سال وفات، ہجری سال کے اعتبار سے اسی (۸۰) ہجری کا سال ہوگا، گویا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس حدیث میں سن اسی (۸۰) ہجری کے اوائل سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

ایسی صورت میں امیر یزید بن معاویہ رحمہ اللہ اس حدیث کے مصداق ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ یزید رحمہ اللہ تو اسی (۸۰) ہجری سے ۱۶ سال قبل سن چوٹھ ۶۴ ہجری ہی کو وفات پا گئے۔

اور اگر مذکورہ حدیث میں سبوعین سے مراد سن ستر (۷۰) ہجری سے ۶ سال قبل ہی سن چوٹھ ۶۴ ہجری میں وفات پا گئے۔

اگر کوئی کہے کہ مذکورہ حدیث میں سبوعین سے مراد ستر (۷۰) کی دہائی یعنی پورا عشرہ ہے یعنی ۶۰ ہجری سے لیکر ۷۰ تک کا دور ہے تو عرض ہے کہ مذکورہ حدیث کے کسی بھی طریق میں عشر السبعین (ستر کی دہائی) کا لفظ نہیں ہے بلکہ ابویعلیٰ رحمہ اللہ کی روایت میں راس السبعین کی جگہ سنۃ سبعین ہے جو اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ مذکورہ حدیث میں صرف سن ستر (۷۰) مراد ہے نہ کہ ستر (۷۰) کی دہائی یعنی پورا عشرہ۔

امام یوسری رحمہ اللہ (المتوفی ۸۴۰) نے ابویعلیٰ کے الفاظ کو نقل کرتے ہوئے کہا:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَعَوُّذُوا بِاللَّهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ وَمِنْ إِمَارَةِ الصَّبِيَانِ". وَرَأَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مَيْسَمٍ، وَرَوَاهُ ثِقَاتٌ. وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو يَعْلَى إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: "تَعَوُّذُوا بِاللَّهِ مِنْ سَنَةِ سَبْعِينَ". وَرَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ... فَذَكَرَهُ،

وَزَادَ فِي آخِرِهِ: "وَلَا تَذْهَبِ الدُّنْيَا حَتَّى تَصِيرَ لِلْكَعْبِ بْنِ لُكْعٍ". [اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: ٤١/٨]۔

ابویعلیٰ کی اس روایت کو مکمل سند کے ساتھ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یوں نقل کیا ہے:

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ ذَكِّيْنٍ، ثَنَا كَامِلُ أَبُو الْعَلَاءِ، سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَعَوُّذُوا بِاللَّهِ مِنْ سَنَةِ سَبْعِينَ، وَمِنْ إِمَارَةِ الصَّبِيَانِ [البداية والنهاية: ٦٤٧/١١] واسناده صحيح]۔

یہ سند بالکل صحیح ہے کامل بن العلاء اور ابوصالح کا تعارف اوپر ہو چکا ہے، اور زہیر بن حرب اور فضل بن دین یہ دونوں زبردست ثقہ راوی نیز بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت ملتی ہے جس میں انہوں نے راس المستین کے دور سے پناہ مانگی، لیکن اس روایت سے متعلق کوئی نہیں کہتا کہ اس سے مراد تین (۶۰) کی دہائی یعنی (۶۰) کا پورا عشرہ ہے، اور اس میں پچاس (۵۰) سے لیکر ساٹھ (۶۰) سال تک کے دس سال مراد ہیں، اور ان دس سالوں کے ابتدائی ایام سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پناہ مانگی ہے، کیونکہ ایسی صورت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا بالکل بے معنی نظر آئے گی کیونکہ وہ ایسے دور سے قبل فوت ہونے کی دعا کر رہے ہیں جس دور کو وہ پاچکے ہیں اور اسی میں سانس لے رہے ہیں۔

پھر اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا راس المستین میں ساٹھ (۶۰) سے مراد پورا عشرہ نہیں لیا جاسکتا تو پھر اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان راس السبعین سے بھی ستر (۷۰) کا پورا عشرہ مراد نہیں لیا جاسکتا۔

اگر کوئی کہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا سے متعلق بعض طرق میں سنۃ ستین کا لفظ ہے تو عرض ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حدیث کے بھی بعض طرق میں سنۃ سبعین کا لفظ ہے جیسا کہ ماقبل میں امام ابویعلیٰ کی روایت پیش کی گئی ہے [دیکھئے میرضی: ۷۰] سن ستر (۷۰) سے پناہ مانگنے

کا حکم اور امارت یزید بن معاویہ رحمہ اللہ۔]

اس پوری تفصیل سے آگاہ ہونے کے بعد ہر انصاف پسند خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ جناب عمر صدیق صاحب نے مجھ پر حدیث گھڑنے کا الزام لگانے کے لئے کتنی بڑی خیانت کی

ہے، ہم نے پوری دیانت اور امانت کے ساتھ اصل حدیث کو عربی الفاظ اور حوالوں کے ساتھ نیز سند و متن کے ساتھ اسی کتاب میں پیش کیا ہے اور اس کے بعد آگے چل کر اسے مفہوم اذکر کیا تو جناب عمر صدیق صاحب اسے حدیث گھڑنے سے تعبیر کر رہے ہیں!!!

کیا کسی حدیث کو مفہوم ابیان کرنا حدیث گھڑنا کہلاتا ہے اگر ایسا ہے تو آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟؟؟ کیونکہ ایک مقام پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یزید ہی سے متعلق ایک حدیث کو ذکر کرتے ہوئے کہا:

وَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ، وَخَيْرُهُ، عَنْ أُمِّ حَرَامٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ جَيْشٍ يَغْزُو الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ مَغْفُورٌ لَهُمْ

اور صحیح بخاری وغیرہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہوگی [الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح لابن تيمية: ١١٧/٦]۔

کیا جناب عمر صدیق صاحب ہمیں بتلائیں گے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جن الفاظ میں بخاری کی یہ حدیث ذکر کی ہے ان الفاظ میں بخاری میں یہ حدیث کہاں ہے؟ صحیح بخاری میں قسطنطنیہ کے بجائے مدینہ قیصر ہے اور مدینہ قیصر سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں چونکہ قسطنطنیہ مراد ہے اس لئے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے حدیث کو مفہوم اذکر کرتے ہوئے قسطنطنیہ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے؟ تو کیا جناب عمر صدیق صاحب کی نظر میں یہ حدیث گھڑنا ہوا؟؟؟

الغرض یہ ہے پوری حقیقت جسے چھپا کر اور محض ہمارے چند الفاظ کو سیاق و سباق سے کاٹ کر جناب عمر صدیق صاحب نے مجھ پر حدیث گھڑنے کا بے ہودہ الزام لگا دیا۔ اور حیرت ہے کہ اسی پر بس نہیں بلکہ عمر صدیق صاحب نے مجھ پر جھوٹی تہمت لگا کر توبہ کرنے کا حکم دیا اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی:

”اس روایت گھڑنے سے آپ توبہ کریں وگرنہ آئندہ تحریر میں آپ کو سلام مسنون نہیں پیش کیا جائے گا“

عرض ہے کہ جناب آپ نے اب تک مجھے ”سلام مسنون“ ہی کہاں پیش کیا ہے؟ آپ نے جن الفاظ میں سلام پیش کیا ہے ہم ان الفاظ کو نقل کرتے ہیں:

پہلے خط میں آپ نے پہلے صفحہ پر لکھا: ”اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور اسی خط میں آپ آخری صفحہ پر جس پر اخیر میں آپ کی دستخط ہے اس میں مجھے ان الفاظ میں سلام

پیش کیا: ”اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور اس کے بعد یہ دوسرا خط آپ نے دیا اس میں بھی آپ نے ان الفاظ میں سلام لکھا: ”اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اسی طرح اٹھایا کے تمام اہل حدیث مسلمان کو بھی آپ نے ان الفاظ میں سلام کیا: ”اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

جناب یہ بار بار جن الفاظ سے آپ مجھے سلام پیش کر رہے ہیں، کیا یہی ”مسنون سلام“ ہے؟؟؟ دنیا کی کون سی حدیث کی کتاب میں سلام کے یہ الفاظ آئے ہیں ذرا وہ حدیث پیش کریں؟ اور اگر نہ پیش کر سکیں تو بتائیں کہ آپ نے اپنے اس خود ساختہ سلام کو ”مسنون سلام“ کہا یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسے منسوب کیا، یہ سب کر کے آپ نے سنت گھڑنے کی گھناؤنی حرکت کی اس سے آپ کب توبہ کر رہے ہیں؟؟؟ آپ نے مجھے حدیث گھڑنے سے توبہ کرنے کا حکم دیا ہے الحمد للہ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ ہم نے کوئی حدیث نہیں گھڑی ہے یہ سب آپ کی مغالطہ بازی و کرم فرمائی ہے لیکن ہم نے آپ ہی کے اصول سے آپ ہی کی تحریر میں سنت گھڑنا ثابت کر دیا ہے اب آپ اپنے اسلام کی خیر منائیں ہمارے اسلام کی فکر چھوڑیں۔

آپ دھمکی دیتے ہیں کہ آئندہ آپ کو سلام مسنون پیش نہیں کیا جائے گا۔ محترم یہ خود ساختہ ”سلام مسنون“ اپنے پاس ہی رکھیے ہمیں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ الحمد للہ ہمیں مسنون سلام پیش کرنے والوں کی کمی نہیں ہے، آپ کا خود ساختہ سلام آپ ہی کو مبارک ہو۔

آپ کا خیر خواہ

کفایت اللہ شاہلی

کنوئیلیاں
۲۰۱۳/۱۲/۲۳